بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرید بابا

تمہید

یہ طلسماتی ہستی جس کا نام انسان ہے ظاہر میں ایک معمولی سی تصویر نظر آتی ہے۔ مگر حقیقت میں عجیب و غریب اسرار کا خزانہ ہے۔ سکندر جسکی تاجداری کا غلغلہ سنتے ہو فرعون جو خود پرستی و سرکشی میں شہرہ آفاق ہے۔ یوسف جن کے حسن کی مثالیں محبت کے بازار کو گرماتی ہیں۔ یہ بڑے لاٹ صاحب جن کا نام قطب صاحب کی لاٹھ کی طرح اونچا اور شاندار ہے سب ایک ہی وجود خاکستان کے ذرے ہیں نام تو ایسا عالیشان کہ دل پر رعب اور ہیبت طاری ہوتی ہے پر صورت دیکھیئے تو وہی سوا دو گز کی مورت پیدائش کے وقت کا خیال کرو تو سکندر و فرعون یوسف و لاٹ صاحب اور دنیا کے سب بڑے بڑے آدمی اسی طرح پیدا ہوئے جس طرح ادنیٰ سے ادنیٰ انسان پیدا ہوتا ہے کوئی فرق نہ تھا پرورش پر خیال لیجاؤ تو شکم پری کے بغیر کسی کو چلتا اور پرورش پاتا نہ دیکھو گے۔ موت و بیماری کا بھی یہ دستور

نہیں کر سکتی۔ بلکہ مادتے عالم خیال میں دربار شاہی جم جاتا ہے اور گدا شاہ بنجاتا ہے اور ہر ناممکن چیز ممکن ہو جاتی ہے یہ خیال کیا ہے۔ ایک باطنی قوت جو ہر آدمی کو علیحدہ علیحدہ مقدار میں دی جاتی ہے کسی کا خیال اعلےٰ ہے تو اس کی باطنی تصویریں بھی بساط ظاہر پر اعلےٰ اور بلند منعکس ہوتی ہیں۔ کسی کا خیال پست ہے تو اس کا ظاہری عکس بھی پست اور ادنیٰ ہوتا ہے۔

اوپر جن نامور انسانوں کا ذکر کیا گیا وہ باعتبار ظاہر تو معمولی آدمی تھے مگر باطنی قوی اور قابلیتوں کے لحاظ سے دنیا میں ان کو وہ برتری حاصل ہوئی۔ جو بہت کم لوگوں کو میسر آتی ہے۔ باطنی قوی بعض آدمیوں کو قدرتاً قوی عطا ہوتے ہیں اور بعض اپنی مشقت و ریاضت سے بڑھا لیتے ہیں۔ دنیاوی برتری جن آدمیوں کو حاصل ہوتی ہے وہ عموماً دماغی اور عقلی قابلیت میں اعلےٰ ہوتے ہیں اور یہ دونوں چیزیں حواس باطنی سے تعلق رکھتی ہیں اسی طرح مذہب اور دینی ترقی کا مدار بھی باطن پر ہے پس جبکہ انسان کی حالت میں باوجود وحدت و یکرنگی تفاوت و اختلاف ہے اور اس اختلاف کا تعلق زیادہ تر باطنی حالت سے ہے تو لازم ہوا کہ انسان اپنے ہمجنسوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرے۔ جنہوں نے قوائے باطن کی عمدگی کے سبب دُنیا و دین میں عروج پایا۔ تاکہ یہ بھی ان کی تقلید میں اپنے قوائے باطن کو توانا بنانے کی سعی کرے اور کامیاب ہو۔

ذیل میں ہم مذہب اسلام کے ایک نہایت نامور بزرگ شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی کے وہ حالات لکھنے چاہتے ہیں جنکا معلوم کرنا موجودہ نسل انسان کو ظاہری یا باطنی حیثیت سے مفید ہے اور جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ انسان باطنی قابلیت کے فروغ سے ظاہری عالم میں کیسا عظیم الشان مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

نے فرمایا یہ اس ترک و تجرید کے عالم میں ظاہری علم حاصل کرو۔ اس کے بعد میرے پاس آؤ کیونکہ بے علم درویش شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔

حضرت بابا حسب الارشاد ملتان میں ٹھہر گئے۔ اور تعلیم ظاہری میں مصروف ہوئے ملتان سے طلب علم کے شوق میں قندھار تشریف لیگئے۔ اور پانچ برس وہاں قیام کر کے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد تمام اسلامی ممالک کی سیاحت کی اور اس وقت کے کل نامور بزرگانِ دین مثلاً حضرت شیخ المشائخ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ سیف الدین خضری۔ شیخ سعید الدین حموی۔ شیخ اوحد الدین کرمانی۔ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی۔ شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری وغیرہ کی جو اس زمانہ میں بڑے صاحب کمال اور یگانہ روزگار بزرگ تھے زیارتیں کیں اور ہر بزرگ سے کچھ نہ کچھ نعمت حاصل کی۔

شیخ سیف الدین خضری نے جو خاص کلمہ آپ کو بتایا وہ یہ تھا۔ جب تک سب سے بیگانہ نہ ہو خدا کا یگانہ نہیں ہو سکتا۔ شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے فرمایا "درویشی پردہ پوشی ہے خرقہ پوشی نہیں ہے"۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے ارشاد کیا یہ جب تک طریق درویشی میں دل سے داخل نہیں ہوتا سچا قدم نہیں رکھتا جسم نہیں ہو جاتا۔ قرب کی منزل حاصل نہیں ہوتی"۔

جب حضرت بابا سفر سے واپس تشریف لائے تو سیدھے دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ آپکے آنے سے بہت مسرور ہوئے غزنین دروازہ کے قریب آپکے لئے حجرہ مقرر کر دیا اور تربیت میں مصروف ہوئے حضرت خواجہ کے قدیمی مریدین مثلاً شیخ بدرالدین غزنوی۔ شیخ احمد نہروانی وغیرہ روزمرہ حاضر خدمت ہوتے تھے مگر حضرت بابا دو ہفتے کے بعد حاضر ہوتے تھے آخر جب آپکے زہد و مجاہدہ کی لوگوں کو

یہ تو مجمل طور سے حضرت بابا کی زندگی کا ذکر تھا جس میں کوئی غیر معمولی بات بیان نہیں کی گئی ہر انسان کو کم و بیش ایسے واقعات پیش آیا کرتے ہیں۔ اب وہ واقعات لکھے جاتے ہیں جن کا معلوم کرنا موجودہ نسل انسان کو مفید اور ضروری ہے اور جن سے ایک بشر کی سوانح عمری ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو سبق آموز ہو سکتی ہے۔

سب سے پہلی بات جس نے آپ کو بچپن سے قابل بنانا شروع کر دیا تھا آپ کی والدہ ماجدہ کی نیکی و لیاقت تھی۔ جس نے ہونہار بچہ کی ابتدا کو نہایت کارآمد راستہ پر لگا دیا۔ نماز کی پابندی کے لئے انہوں نے بچوں کی فطرت کے موافق یہ تجویز نکالی تھی کہ روز مصلے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیتی تھیں اور فرماتیں جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کو مصلے کے نیچے سے شکر ملتی ہے اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ آپ بچپن سے پکے نمازی بن گئے۔ اور اسی شکر کی وجہ سے آپ کا لقب گنج شکر مشہور ہو گیا۔

حضرت بابا کا عالم شباب طالب علمی اور سیر و سیاحت میں بسر ہوا۔ سیاحت میں جو مشاہدے انسان کے تجربہ کو وسیع کرتے ہیں۔ ان سب کی دید کا آپ کو موقع ملا مختلف حکومتوں کے طرز عمل آپ نے دیکھے مختلف سلسلوں کے بزرگوں سے مل کر طریق تصوف کی حقیقت دریافت کی نتیجہ یہ ہوا کہ جب آپ خود ہادی اور مرشد کی حیثیت سے سجادہ درویشی پر بیٹھے تو ایسے کامل شیخ ثابت ہوئے جو دین و دنیا کے تمام مدارج اپنے مریدین کو سمجھا سکتے تھے۔

چونکہ حضرت بابا کا کرتہ بہت بوسیدہ ہو رہا تھا۔ کوئی شخص عمدہ کرتہ لے آیا۔ آپ نے پہن لیا مگر فوراً اتار ڈالا اور فرمایا کہ جو ذوق مجھے پرانے دریدہ کرتے میں تھا وہ اس میں نہیں ملا یہ کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو بھی پیش آیا تھا کہ جب ان کو نیا کرتہ پہنایا گیا تو وہ گھبرا گئے اور فرمایا کہ اس کرتہ نے میرے دل کو اپنی طرف

لگا لیا ہے۔ اس کو فوراً آپ اتار دو۔

حضرت بابا کے پاس ایک کمبل تھا دن کے وقت اس کو بچھا کر بیٹھتے تھے اور رات کو وہی خوابگاہ میں بچھا لیا جاتا تھا وہ اس قدر چھوٹا تھا۔ کہ آپ کے پیر پورے طور سے پھیل نہ سکتے تھے تکیہ حضرت بابا لکڑی کا رکھتے تھے اور یہ ایک عصا تھا جو حضرت خواجہ کے تبرکات سے آپکو پہنچا تھا۔ عموماً حضرت بابا روزانہ روزہ رکھتے تھے افطار مُنقّہ کے شربت سے کرتے تھے حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ افطار کے وقت پانی میں بھیگی ہوئی منقی لائی جاتی اس کو مل کر شیرہ حضرت بابا نوش فرما لیتے اور چند دانے خشک منقی کے بھی تناول کرتے تھے اس کے بعد سیر بھر آٹے کے روغنی پراٹھے لائے جاتے تھے۔ حضرت بابا نوش فرما لیتے بس یہی رات دن میں صرف ایک بار آپ کی غذا تھی۔

جسمانی صحت باوجود سخت ریاضتوں اور مشقتوں کے ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی رہی روزمرہ غسل کرتے تھے بلکہ بعض بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نماز کے وقت غسل کرتے تھے۔

حضرت بابا کا طریق استدلال نہایت سادہ اور موثر ہوتا تھا ایک دفعہ ایک قلندر آیا اور نہایت سخت لہجہ میں بولا یہ کیا خود آرائی کا طریقہ نکالا ہے خلقت سے اپنی پرستش کراتے ہو۔ حضرت بابا نے نہایت سنجیدگی اور بے پروائی سے جواب دیا کوئی آدمی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ خود ایسا بن جائے جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے اس سچے اور سیدھے جواب نے قلندر کو بیخود کر کے قدموں میں ڈال دیا۔

ظاہری حالات سے حضرت بابا غیبی خبریں بتا دیتے تھے پاک پٹن شریف میں ایک شخص پر شہر کا حاکم ظلم کیا کرتا تھا۔ وہ شخص آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اور حاکم کی شکایت کی حضرت نے حاکم کو بلا کر سفارش کی لیکن مظلوم پھر حاضر ہوا اور عرض کیا۔ حاکم ظلم سے باز نہیں آتا

حضرت نے ارشاد کیا ہم نے سفارش کردی تھی وہ نہ مانا معلوم ہوتا ہے تم بھی کسی پر ظلم کرتے ہو اس سے توبہ کرو۔ خدا تمہارے ظالم کو نرم کردیگا۔ اس شخص کا بیان ہے مجھے اپنا ایک ظلم یاد آگیا۔ اور مینے اس سے قطعی توبہ کی بس فوراً ہی حاکم مجھ پر مہربان ہوگیا۔

لوگوں کو حضرت بابا سے بے حد عقیدت تھی عوام و خواص کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا بعض اوقات یہ حالت ہوتی تھی کہ حضرت بابا کے جبہ کی آستین دیوار پر لٹکادی جاتی اور خلقت اسکو بوسے دیدے کر گذرتی جاتی۔ یہاں تک کہ آستین کے پرچھے اُڑ جاتے تھے۔ اس سے اسوقت کی خوش عقیدگی اور حضرت بابا کی قبولیت عام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

باوجود کثیر الاولاد ہونیکے اور اخراجات کی وسعت کے حضرت بابا نہایت بیفکر اور مستغنی رہتے تھے ایک بار سلطان ناصر الدین شاہ دہلی نے کچھ زر نقد اور چار گاؤں کی سند نذر بھجوائی آپنے نقد ہی قبول کرلی اور سند واپس کردی فرمایا فقیروں کو اس سے کیا سروکار

آپ کی عطا سب کو مساوی تھی۔ مگر بعض لوگ اپنی بدقسمتی یا کم محنتی سے محروم رہتے تو شکایت کرتے تھے ملا یوسف نام ایک درویش عرصہ دراز سے حضرت بابا کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے دیکھا کہ لوگ آتے ہیں اور کامل بنکر چلے جاتے ہیں۔ مَیں جو محروم ہوں یہ حضرت کی بے توجہی کا سبب ہے آخر ایکدن بول اُٹھے کہ یہ مولانا نظام الدین دہلوی آئے تو چند ہی روز میں نہال ہو گئے اور لوگ بھی جاری جلدی مقصد حاصل کر کے چلے جاتے ہیں۔ مَیں کیوں محروم ہوں حضرت بابا نے ارشاد کیا تمہاری بدقسمتی اور ذاتی ناقابلیت کا سبب ہے میرے سامنے سب برابر ہیں۔ مَیں کسی سے بخل نہیں کرتا۔ ملا یوسف کو یہ سنکر کچھ تامل ہوا۔ سامنے اینٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ حضرت نے ایک چھوٹے سے بچے کو بلا کر فرمایا ہمارے لئے ایک اینٹ لے آؤ۔ وہ ایک پوری اور عمدہ اینٹ لے آیا اور حضرت بابا کو دیدی اس کے بعد حضرت نے حکم دیا اچھا جاؤ

باتوں میں وہ لاثانی اور بیش قیمت جملے نکل جاتے تھے جو یورپ کے فلاسفر برسوں کی محنت سے کتابوں میں جمع کرتے ہیں مثلاً

حضرت فرماتے ہیں "اپنا گرم کام لوگوں کی سرد باتوں سے ترک نہ کرنا چاہئے" اس فقرے کی حقیقت اور عالمگیر معانی پر غور کیا جائے کہ کس طرح تمام زمانہ کو ایک قاعدہ کام کرنیکا بتایا ہے اور کیونکر ان شکستہ دل کام کرنیوالوں کو تسکین دی ہے جو خلقت کی نکتہ چینی سے بیدل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح چند فقرے یہاں اور نقل کیے جاتے ہیں۔ جو ہر ایک اس قابل ہے کہ انگریزی خواں ہندوستانی سنہری حرفوں میں لکھوا کر اپنے سامنے لگالیں۔ اس قسم کے ہزاروں اقوال ہیں مگر میں نے صرف وہ لکھے ہیں۔ جو حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ نے حضرت بابا کی زبانی ارشاد کیے ہیں۔

فرمایا نامرادی کا دن مردوں کی شب معراج ہے کس قدر حوصلا فزا قول ہے مایوسوں کا دل ایسے ہی اقوال سے تازہ ہوتا ہے۔

فرمایا سبکسار رہنے کی خواہش کمزوری کی علامت ہے یہ آجکل کے اس عہد کی بندوں کی شان میں ہے جو دُنیا سے بے غرض رہنا کچھ کام نہ کرنا ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا فقیری سمجھتے ہیں اور آزادی و سبکساری اُنھوں نے اس بیکاری کو سمجھ رکھا ہے وہ دیکھیں حضرت بابا کیا فرماتے ہیں ایسا ہی آجکل کے صوفیوں کی نسبت ارشاد کیا ہے۔

صوفی وہ ہے جس سے ہر چیز صاف ہو جائے۔ اور خود اس کو کوئی گندہ نہ کر سکے مگر آجکل کے صوفی بجائے اس کے کہ کسی دوسری چیز کو صاف کریں۔ ہر وقت اندیشے میں رہتے ہیں کہ کوئی ان کو گندہ نہ کردے۔ اس لئے انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں سے ملنا اور ان کے جلسوں میں جانا منظور نہیں کرتے۔

زندہ ہو جائیے" فرمایا جو چڑیوں کو دانہ دیتا ہے تو ایک دن ہی اس کے دام میں آن پھنستا ہے یعنی چھوٹے چھوٹے کاموں سے ترقی شروع ہوتی ہے جو شخص ان میں معروف رہے تو ایک دن ہمائے مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ فرمایا ؎

گیرم کہ شب نماز بسیار کنی در روزہ دوائے شخص بیمار کنی
تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ تہی صد خرمن گل بر سر یک خار کنی

اور فرمایا ؎

ہر کہ در بند نام و آوازہ است خانۂ او بروں دروازہ است

اس قسم کے اور ہزارہا تجلی آمیز اقوال ہیں سب کا جمع کرنا اس مضمون میں دشوار ہے اب چند اوراد و اشغال لکھے جاتے ہیں جو اگرچہ نئی روشنی کے لوگوں کو خلاف عقل معلوم ہونگے۔ مگر راقم کو ذاتی تجربہ اور مشاہدہ نے مجبور کیا ہے کہ ان سچی باتوں کو پبلک میں ضرور پیش کیا جائے۔

حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک بار حضرت بابا کو خواب میں دیکھا۔ دریافت فرماتے ہیں کہ نماز عصر کے بعد سورہ نبا (عم یتساءلون) کئی بار پڑھتے ہو میں نے عرض کیا ایک بار فرمایا پانچ بار پڑھا کرو۔ اس خواب سے بیدار ہونے کے بعد ایک تفسیر میری نگاہ سے گذری جس میں لکھا تھا کہ جو شخص سورہ نبا نماز عصر کے بعد پانچ دفعہ پڑھتا ہے۔ اس کے دل میں محبت حق پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت میں حضرت بابا کے ارشاد کو سمجھا۔

بروائیت حضرت محبوب الٰہیؒ حضرت بابا کا ارشاد پہنچا ہے کہ رقت کی حالت میں دعا مانگو ضرور قبول ہوگی نیز ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو کوئی سخت مہم پیش آئے تو پندرھویں شب کو

حضرت بابا فرماتے ہیں۔ میں نے ایک بار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے عرض کیا۔ لوگ مجھ سے تعویذ بہت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تعویذ خدا کا نام ہے دیدیا کرو۔

حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت بابا کے ہاں تعویذ نویسی پر حضرت مولانا بدرالدین اسحاق مقرر تھے ایک دن وہ موجود نہ تھے حضرت بابا نے مجھ کو حکم دیا کہ تم تعویذ لکھو میں نے تم کو اجازت دی اور فرمایا بزرگوں کے ہاتھ کا لگنا بھی تعویذ کے اثر کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔

غالباً اس مضمون سے اکثر ناظرین آگاہ ہونگے کہ امریکہ کے بعض محققوں نے دریافت کیا ہے کہ بعض آدمیوں کے ہاتھ میں ایک ایسی مقناطیسی طاقت ہوتی ہے کہ جس چیز کو وہ ہاتھ لگ جائے اسمیں برقی اور مقناطیسی تاثیر منتقل ہو جاتی ہے بعض آدمی محنت ریاضت سے اس طاقت کو بڑھاتے ہیں اور انسان کو یہ ملکہ ہو جاتا ہے کہ اگر کسی بیمار کو اس ارادے سے ہاتھ لگائیں کہ وہ اچھا ہو جائے تو بیمار اس کے ہاتھ کی بجلی سے فوراً تندرست ہو جاتا ہے امریکہ کے فلاسفروں نے جو کچھ معلوم کیا ہے وہ آجکل کے نیو فیشن لوگو نکے ایمان لے آنے کو کافی ہے مگر ہم اپنے نئی روشنی کے دوستوں کے سامنے چھ صدی پہلے کی تصدیق پیش کرتے ہیں جو اوپر مذکور ہوئی کہ تعویذ میں صاحب تاثیر ہاتھ کی ضرورت ہے اب تو امید ہے کہ تعویذوں کی تاثیر میں کسی کو انکار نہیں نہ رہیگا۔

حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت بابا کی اجازت سے ایک شخص کو تعویذ میں اللہ شافی۔ اللہ الکافی۔ اللہ المعافی لکھ کر دیا اس کو نارو کا مرض تھا اور ہمیشہ ہوا کرتا تھا تعویذ باندھتے ہی وہ شخص اچھا ہو گیا اور پھر کبھی اس کو یہ عارضہ نہ ہوا۔

کی شادیاں کردی تھیں یہی وجہ ہے کہ ہمارا خاندان حضرت محبوب الٰہی کی خانقاہ میں ہر قسم کی فوقیت رکھتا ہے اور اس کے حقوق اس خانقاہ میں خاص ہیں۔

کچھ لوگ جو حضرت مولانا سید بدرالدین اسحٰق کی اولاد اور ہمارے ہم جد ہیں پاکپتن شریف میں بھی اپنے دادا کے مزار کے قریب رہتے ہیں۔

اس جسمانی اولاد کے بعد روحانی اولاد کو شمار کرنا چاہیئے جو ہندوستان میں کم از کم ایک کروڑ ہوگی چین عرب افریقہ وغیرہ کی تعداد علیحدہ ہے کیونکہ صرف چین میں حضرت بابا کے سلسلہ کی ڈیڑھ سو خانقاہیں ہیں حضرت بابا کے خلیفۂ اعظم حضرت قطب جمال الدین ہانسوی ہیں جن پر حضرت بابا کو اسقدر اعتماد تھا کہ بغیر ان کی تصدیق کے کوئی خلافت نامہ مکمل نہ ہوتا تھا حضرت قطب جمال الدین ہانسوی کے پوتے حضرت قطب منور نے حضرت محبوب الٰہی سے بیعت و خلافت پائی تھی اسلئے جمالیہ سلسلہ علیحدہ مشہور نہیں ہوا نظامیہ خاندان میں شامل ہو گیا لیکن آجکل ایک درویش خلیل الرحمٰن صاحب نامی نے جمالیہ سلسلہ کا نام بھی نظامیہ نام کے ساتھ لکھنا شروع کیا ہے اور ان کی یہ کارروائی ایک حد تک پسندیدہ ہے دوسرے خلیفہ حضرت بابا کے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی ہیں جنکو جانشین خاص حضرت بابا کا سمجھا جاتا ہے اور جن کی نسبت تمام قدیمی کتابوں میں اس کثرت سے حضرت بابا کی عنایت کے حالات ملتے ہیں کہ اور کسی کے بارہ میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے آجکل حضرت بابا کے مزار پر جس قدر عرس کی رسمیں ہوتی ہیں وہ سب حضرت محبوب الٰہی کی مقرر کردہ ہیں اور روضہ مبارک بھی حضرت محبوب الٰہی کا بنایا ہوا ہے جس میں ایک دروازہ کی نسبت حضرت محبوب الٰہی سے روایت مشہور ہے کہ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا ہے جو آدمی داخل ہوا اس نے امن پایا لاکھوں آدمی محرم کی ۶ و ۷ تاریخ کو اس بہشتی دروازہ سے

گذرنا اور حضرت محبوب الٰہی کے ارشاد کی تعمیل کرنا ضروری جانتے ہیں۔

تیسرے خلیفہ حضرت بابا کے حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر کلیری ہیں۔ جن کی نسبت تو قدیمی کتابوں میں بہت کم ذکر پایا جاتا ہے۔ تاہم وہ بڑے نامور اور صاحب اثر بزرگ ہیں لاکھوں آدمیوں کو ان سے فیض پہنچا۔ اور لاکھوں ایسا فیض پاتے ہیں ہزاروں آدمی اس سلسلہ صابریہ میں بھی ایسے یگانہ ہوئے جن پر حضرت بابا کی روحانی اولاد فخر کرتی ہے پیران کلیر شریف میں ہر سال جس دھوم دھام سے عُرس ہوتا ہے اور جس کثرت سے خلقت وہاں جاتی ہے وہ اس بات کی نشانی ہے کہ حضرت بابا کی حضرت صابر پر بھی نظر خاص تھی۔ الغرض حضرت بابا کی روحانی اولاد ان دو خلفا کے ذریعہ سے تمام ہندوستان پر چھائی ہوئی ہے خاص کر نظامیہ طریق کا اثر ہند و عرب سے نکل کر چین تک پہنچا ہے اور وہاں جسقدر حضرت بابا کے سلسلے کے مریدین ہیں وہ سب نظامی ہیں لاکھوں آدمی جو بالکل حضرت بابا کے سے اعضا ظاہری رکھتے ہیں اور صورت کے اعتبار سے وہ بھی ویسے ہی آدمی ہیں جیسے حضرت بابا تھے مگر وہ سب حضرت بابا کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں اور سب دل سے یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس قدسی صفات ذات کی غلامی کے قابل بھی نہیں ہیں۔ کیوں سے محض اسواسطے کہ حضرت بابا کو باطنی کمالات کا وہ درجہ عنایت ہوا تھا جو ان لاتعداد آدمیوں میں کسی کو حاصل نہیں ❊

تمّت